الملاحم

ملاحم جمع ہے ملحمہ کی جس کے معنی جنگ و جدال کے ہیں۔ کتب احادیث اہل سنت والجماعت میں قرب قیامت کی پیشگوئیوں میں ملاحم کے ذکر میں خاص مستقل ابواب ہیں۔ آج اس مضمون میں کتب شیعہ سے کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔ چونکہ مسلمانوں کی بدقسمتی سے اسوقت بہت سے اسلامی ممالک پر دشمنوں کا ہجوم ہو رہا ہے۔ اور سیاست اسلامی معرض خطر میں ہے۔ طرابلس اور مراکو اور ایران اور مشہد مقدس کے عبرت انگیز واقعات دفعۃً ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ غرض ایک عالمگیر تباہی ہے جس کا انجام خدا جانے کیا ہو گا۔ علماے فریقین خاموش ہیں۔ وہ اس ناگہانی زوال قوم کے اسباب نہ خود بتلا سکتے ہیں۔ نہ اپنی کتابوں سے تلاش کرنیکی تکلیف گوارا کرتے ہیں۔ چونکہ ہر ایک شخص اپنے مذاق کے مطابق بات کہنے پر ایک حد تک مجبور ہوتا ہے۔ خاکسار اپنے شیعہ احباب کی اصلاح اور توجہ کی غرض سے ایک دو پیشگوئیونکو ان کی کتب معتبرہ سے نکال کر ذیل میں درج کرتا ہے۔ جس سے نہ صرف شیعوں کو بلکہ اہلسنت کو بھی عبرت ہو۔

کتاب جامع الاخبار جو رئیس المحدثین اہل تشیع محقق شیخ ابن بابویہ قمی متوفی ۳۳۱ھ کی پچاس برس بعد کی ممتاز تالیف ہے۔ اس میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ مینے رسول صلعم کیساتھ حجۃ الوداع کا حج کیا۔ پس جب کہ آنحضرت صلعم فرائض حج سے فارغ ہو کر مودع الکعبہ کے پاس آئے تو اسکے دروازہ کی زنجیر پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ اور بلند آواز سے پکارا۔ کہ یا ایہا الناس! پس مسجد و بازار کے لوگ جمع ہو گئے۔ تو فرمایا رسول صلعم نے کہ ہم تم کو آج وہ باتیں بتلاتے ہیں۔ جو میرے بعد واقع ہونیوالی ہیں۔ پس جو حاضر ہے۔ وہ غائب کو اس سے مطلع کر دے۔ پھر رسول صلعم رو پڑے یہانتک کہ سب لوگ بھی رونے لگے۔ جب رونے سے افاقہ ہؤا۔ تو فرمایا جانو اے لوگو! اللہ تمپر رحم کرے۔ کہ آج تمہاری مثال اس پتے کی مانند ہے۔ جس کے ساتھ کوئی کانٹا نہ ہو۔ یہی حالت رہیگی۔ ایکسو چالیس برس تک

پھر اسکے بعد دو سو برس تک پتا اور کانٹا ہوگا۔ پھر اسکے بعد کا زمانہ ایسا ہوگا۔ کانٹا ہی کانٹا ہوگا۔ پتا نہ رہیگا
اس زمانہ اور کچھ نہ ہوگا۔ مگر سلطان وقت ظالم اور دولتمند بخیل اور عالم مال کے خواہشمند اور فقیر جھوٹ
بولنے والے اور بڑھے فاسق فاجر اور لڑکے شوخ چشم اور عورتیں بے حیا پھر آنحضرت صلعم روئے
تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کے عرض کی یارسول اللہ فرمایئے۔ یہ کب ہوگا
تو فرمایا جناب رسول صلعم نے جبکہ علما کم ہو جائیں۔ اور قاریان قرآن چل بسیں۔ اور تم زکوٰۃ کا دینا
چھوڑ دو۔ اور تمہاری برائیاں ظاہر ہو جائیں۔ اور تمہاری آوازیں تمہاری مسجدوں میں بلند
ہونے لگیں۔ اور دنیا کے مقاصد کو تم سروں پر اٹھالو۔ اور علم کو پامال کرلو۔ اور تمہاری باتیں سراپا
جھوٹ ہوں۔ اور غیبت تم کو مرغوب ہو۔ اور حرام مال کو غنیمت جاننے لگو۔ اور بڑے چھوٹوں
پر رحم نہ کریں۔ اور تمہارے چھوٹے بڑوں کی عزت نہ کریں۔ تو اسوقت تم پر خدا کی لعنت آکر
پڑیگی۔ اور تم میں آپس میں لڑائی جھگڑے پیدا ہو جائیں اور دین فقط تمہاری زبانوں پر باقی
رہجائے۔ جب یہ عادات تم میں آجائیں۔ تو سرخ آندھی کے منتظر رہو یا مسخ کے یا پتھر برسنے
کے اور اس امر کی تصدیق کلام الٰہی سے ہوتی ہے کہ فرمایا قل ھو اللہ القادر
علیٰ ان یبعث علیکم عذابًا من فوقکم او من تحت ارجلکم اویلبسکم
شیعًا ویذیق بعضکم بأس بعض انظر کیف نصرف الآیات
لعلھم یفقھون۔ پھر چند صحابہ رض آپکے آگے استادہ ہوگئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ
ہمکو فرمایئے۔ ایسا کب ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا جب نمازوں میں دیر کیجائیگی۔ اور نفسانی
خواہشوں کی تابعداری کیجائے۔ اور قہوہ خانوں کا رواج ہو (اصل الفاظ حدیث شرب القھوات)
اور ماں باپ کو برا بھلا کہا جائے۔ اور حرام کو غنیمت جانیں۔ اور زکوٰۃ کو بطور تاوان (چٹی) اور
مرد اپنی عورتوں کی اطاعت کرنے لگیں (زن مریدی) اور اپنے ہمسایہ پر ظلم روا رکھیں۔ اور
قطع رحمی کیجائے۔ اور اکابر (بزرگوں) سے مہر مروت جاتی رہے۔ اور چھوٹوں سے حیا کم ہو جائے
اور بنیادیں مضبوط رکھی جائیں (اسکی تصدیق کلکتہ جیسے شہروں میں خوب ہو رہی ہے جہاں پر

دفاتر اور دکانوں کی بنیادیں خاص اہتمام اور بصرف زر کثیر تیار کیجاتی ہیں۔ ہائی کورٹ کلکتہ کے سامنے ایک عمارت بن رہی ہے جس کی بابت ایک دوست نے مجھکو بتلایا۔ کہ ٹھیکیدار کمپنی نے ہزار برس تک کی ذمہ واری لی ہے) اور غلاموں اور کنیزوں پر ظلم کیا جائے۔ اور جھوٹی شہادت دیں۔ اور بے انصافی سے فیصلے کریں۔ اور لڑکا اپنے باپ کو برا بھلا کہے۔ اور بھائی بھائی سے حسد کریں۔ اور شریک (حصہ دار) خیانت سے کام کریں (کئی کمپنیوں اور کئی بنکوں کے آئے دن کے دوالے شاہد ہیں) وفا کم ہوجائے۔ اور زنا عام ہوجائے۔ اور مرد عورتوں کے لباس سے زینت پکڑیں اور حیا کے پردے اٹھ جائیں (تھیٹریکل کمپنیوں اور تفریحی تماشوں میں یہ منظر عام* ہیں) اور کبر دلوں کے اندر سرایت کرجائے۔ جیسے زہر جسم کے اندر اور بھلائی کم ہوجائے۔ اور جرائم کا زور ہوجائے۔ اور مال خرچ کرکے لوگ اپنی تعریف کے طالب ہوں (اکثر خطابوں کے حریص ایسا ہی کررہے ہیں) اور گانے بجانے میں مال خرچ کیا جائے آخرت کو چھوڑکر دنیا میں مشغول ہوجائیں۔ تقوی کم ہوجائے۔ لالچ بڑھ جائے۔ اور جنگ و جدل کثیر ہوں (اصل الفاظ وکثرت الطمع والہرج والمرج) (موجودہ قتل و غارت جو یورپین اقوام اکثر بلاد میں کررہی ہیں۔ اسکی بنا طمع ملکی پر ہی ہے) صبح کریگا مومن حالانکہ وہ ذلیل ہوگا۔ اور منافق معزز ہوگا۔ مسجدوں میں اذانوں کی گونج ہوگی لیکن دل ایمان سے خالی ہونگے۔ کیونکہ قرآن کا استخفاف کیا جائیگا (ایڈیٹر صاحب اصلاح نے تھوڑا عرصہ ہوا۔ قرآن کو محرف اور ناقص ثابت کرنے کے لئے ایک خاص رسالہ لکھا ہے۔ اسکے سینکڑوں ناظرین اور انکے احباب پر اسکا کیسا برا اثر پڑا ہوگا) اور انکے ہاتھ سے مومن کی بہمہ وجوہ اہانت کی جائے گی۔ پس اسوقت (اے مخاطب) تو دیکھیگا کہ ان کے چہرے آدمیوں کے سے ہیں۔ مگر دل انکے شیطانوں کے سے ہیں۔ انکی باتیں شہد سے بھی میٹھی لیکن ان کے دل حنظل سے بھی زیادہ تلخ (آجکل کے اکثر علماء و صوفیاء و واعظین و لیکچرار شاہد حال ہیں) پس وہ بھیڑیئے ہیں اوپر سے کپڑے پہنے ہوئے کوئی دن نہ ہوگا۔ مگر اللہ تعالے فرمائیگا کہاں بہکے جاتے ہو

* [illegible]

کیا مجھ پر جبارت کرتے ہو۔ افحسبتم انما خلقنٰکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون ۞ (خدا تعالےٰ ہمیشہ اپنے ماموروں کے ذریعے کلام کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے اس زمانہ کے مامور پر وحی کی اور اس نے (رحمۃ اللہ علیہ وعلیٰ اعوانہ والنصارہ) کھول کھول کر مسلمانوں کو اپنے اعمال وافعال کے سنوارنے اور خدا اور رسول کے احکام کی پوری پابندی کا اعلان فرمادیا ہے) قسم ہے مجھکو اپنے عزت اور جلال کی اگر کچھ ایسے لوگ نہ ہوتے۔ جو خلوص سے ابھی میری عبادت کرتے ہیں۔ تو میں اس شخص کو ایک لمحہ کی مہلت بھی نہ دیتا۔ جو میری نافرمانی کرتا ہے۔ اور اگر پرہیزگار تقویٰ نہ ہو۔ تو میں ایک قطرہ بھی آسمان سے نہ برساتا۔ اور نہ ایک برگ سبز زمین سے اگاتا۔ بس تعجب ہے اس قوم سے جنھوں نے اپنے مال و دولت کو اپنا خدا بنا رکھا ہے۔ انکی امیدیں لمبی ہیں حالانکہ انکی عمریں چھوٹی ہیں۔ باوجود اسکے وہ امیدوار ہیں۔ کہ مولے کریم کے حضور انکو قرب حاصل ہو۔ لیکن وہ اسکو نہ حاصل کر سکینگے۔ مگر عمل کے ساتھ اور عمل کامل نہ ہوگا۔ مگر عقل کے ساتھ۔

(۲) اور روایت کی گئی ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے کہ تحقیق چھ سو دس [۶۱۰] کے بعد کشت وخون ہوگا۔ اور زمین ظلم سے بھر جائیگی۔ اور اس کے بعد بیس برس میں علمار کی موت واقعہ ہوگی۔ اور ایک کے بعد دوسرا باقی نہ رہیگا۔ اور سنہ ۳۰ میں نیل اور فرات کے دریا اتر جائینگے۔ حتیٰ کہ لوگ انکے شط یعنی ترائی میں زراعت کرینگے۔ اور سنہ ۴۰ میں آسمان سے پتھر برسینگے انڈے کے برابر اور اس سے چوپائے بھی ہلاک ہونگے۔ اور سنہ ۵۰ میں اس کے بعد (یعنی سنہ ۶۵۰ میں) درندے انپر مسلّط ہونگے۔ اور اسکے بعد ساٹھویں برس میں سورج کو گہن ہوگا۔ جس سے آدھے جن اور آدھے آدمی مرجائینگے۔ پھر سنہ ۷۰ میں مومن کی نسل سے مومن نہ نکلیگا۔ پھر سنہ ۸۰ میں عورتیں بھیڑ بکریوں کی طرح ہوجائینگی۔ اور سنہ ۶۹۰ میں دابۃ الارض خروج کریگا۔ اور اسکے پاس عصائے موسیٰ اور آدم کا اور انگشتری سلیمان کی ہوگی۔ پھر سنہ ۷۰۰ میں سورج سیاہ تاریک طلوع کریگا۔ اسکے بعد نہ پوچھو کہ کیا ہوگا۔ اور دوسری حدیث میں ہے

کہ سنہ ۶۸۰ میں ایک عورت ظاہر ہوگی جسکا نام لعیدۃ ہوگا۔ مردوں کی طرح اسکی داڑھی اور مونچھیں ہونگی مقام صعید سے دو ہزار سواروں کے ساتھ نکل کر عراق کی طرف جائے گی۔ اور یہ ایک بڑا قصہ ہے۔ جسکا ذکر نہیں کرتے اور پھر سنہ ۶۸۶ میں روم سے ایک شخص نکلیگا جسکو مرید کہینگے۔ سات سو قنطاریۃ کے ساتھ اور وہ ان کا جھنڈا ہوگا۔ ہر ایک جھنڈے کے اوپر صلیب ہوگی۔ ہر ایک صلیب کے نیچے ہزار سوار افرنجی نصرانی ہوگا۔ اور یہ ایک طویل اور بڑا قصہ ہے۔ اسی کے زمانہ میں ایک شخص مکہ سے خروج کریگا جسکو سفیان بن حرب کہینگے۔ اور دوسری حدیث میں ہے۔ کہ اسکے خروج سے لیکر قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ (امام مہدی) کے ظہور تک آٹھ مہینے وقفہ ہوگا جس سے ایک دن کم ہوگا۔ نہ زیادہ اور معلی بن خنیس سے امام جعفر صادق سے روایت ہے۔ کہ سفیانی کا واقعہ امر محتوم ہے یعنی ضرور ہونیوالا ہے۔ اور اسکا خروج رجب کے مہینے میں ہوگا۔ اور یہ ایک قصہ ہے۔ اور امر عظیم منجملہ شدائد عظیمہ ہے دیکھو کتاب جامع الاخبار مطبوعہ ایران کی فصل ۱۰۲-اول سے آخر تک۔

فوائد

(۱) روایت نمبر ۱ جس کے معتبر ہونے کے لئے بیرونی شہادت بھی معتبر ہے یعنے آج سے ہزار برس پہلے کے ایک مشہور شیعہ محقق وجامع احادیث آئمہ کی اس کتاب سے منقول ہے جو انھوں نے پورے سن کمال میں لکھی۔ اندرونی شہادت کے لئے اسکا موقعہ ومحل ایسا مہتم بالشان ہے۔ کہ خاص بیت اللہ شریف کے اندر حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت صلعم نے اسکو بیان فرمایا۔ اور پھر کس درد دل اور رقت قلبی کے ساتھ

(۲) شیعہ لوگوں میں ایک حدیث کا بڑا چرچا ہے۔ جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ایسی حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر مدینہ کو آتے ہوئے آنحضرت صلعم نے غدیر خم کے موقعہ پر فرمائی تھی۔ یعنی من کنت مولا کا مگر ظاہر ہے۔ کہ یہ حدیث غدیر والی حدیث سے بھی مقدم اور بلحاظ عبرت آموزی امت کے اس سے اہم بھی ہے۔ کیونکہ اب شیعہ بھی انکار نہیں کرسکتے۔ کہ غدیر خم والی

حدیثوں کو سوقت چرچا کرنا اور انہی پر زور دینا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ ہاں جناب علی علیہ السلام کے بھی مولا یعنے رسول صلعم نے جو کچھ ہماری حالت زار کا ذکر ایک زمانہ آئندہ کے لئے رو رو کر ہزاروں مسلمانوں کو بطور پیشگوئی فرمایا تھا۔ اسکو غور سے سننا چاہیئے۔

(۳) مادی علوم کے عالم لکچروں اور اخباروں میں مسلمانوں کے تنزل و ادبار کے مختلف اسباب بتلاتے رہتے ہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ اصلی اسباب زوال امت ـــ کے وہی ہو سکتے ہیں۔ جنکو خود امت کے پیشوا نے فرما دیا۔

(۴) ان عالمگیر خرابیوں کے ساتھ ساتھ ان مبارک اعمال کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے۔ پس انہی اعمال کو دوبارہ دستور العمل بنانا چاہیئے۔ اور اسکے سوائے جن باتونکو ہمنے اصول مذہب بنا رکھا ہے۔ انکو فوراً ترک کر دینا چاہیئے۔ مثلاً تعزیہ داری امام حسین۔ اگر اس عمل سے کوئی فایدہ بھی مترتب ہوتا۔ تو ایرانیوں سے جہاں ابھی چند سال پہلے شیعہ سلطنت تھی۔ اور پوری آزادی حاصل تھی۔ آنکھوں میں خاک ڈال کر روس منحوس یوں چیرہ دستی نہ کرتا۔ اور امام رضا علیہ السلام کے روضہ مبارک کی بیحرمتی کو وہ آنکھ بند کیئے نہ دیکھتے رہتے افسوس تو یہ ہے۔ کہ ان خرابیونکا علاج پھر وہی تجویز کیا جا رہا ہے۔ یعنی یہ کہ امام رضا کی ضریح مقدس کی بیحرمتی کی یادگار میں ہر سال اس دن میں مجالس تعزیت برپا کیجائیں یہ کوئی نہیں کہتا۔ کہ توحید و قرآن و صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ استغفار و دیگر احکام شریعت جو پس پشت ڈالدیئے گئے ہیں۔ انکا از سر نو چرچا عام کیا جائے۔

(۵) اس حدیث میں ایک خاص جماعت کا بھی ذکر ہے۔ جو جوش خلوص سے خدا کی عبادت کرتی ہے۔ کوئی مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ اور علے النصوص شیعہ کہ اسکے مصداق ہم لوگ ہیں۔ پس نظر انصاف سے دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ خاص جماعت اسی پر آشوب زمانہ میں کون سی مراد ہو سکتی ہے۔ اور وہ کہاں ہے ؟

(۶) حدیث نمبر ۲ میں فرمایا گیا ہے۔ کہ علامات ظہور امام زمان اور خود ظہور سنہ ھ کے

خاتمہ ہو جائیگا۔ لیکن آج سنہ ۱۳۳۰ھ بھی نصف سے گزر گیا۔ نہ کہیں امام کا ظہور ہوا۔ نہ دابۃ الارض کا خروج۔ پھر شیعہ کس امام کے ظہور کے منتظر ہیں۔ جو مشرق و مغرب کو فتح کرینگے۔ اور تمام شیعوں کو مال و دولت سے مالا مال کردینگے۔

(۷) چونکہ شیعوں کے امام امام غائب ہیں۔ ممکن ہے۔ سنہ ۲۶۰ھ میں انکا ظہور و خروج بھی غائبانہ ہو چکا ہو۔ کیونکہ جہاں ظہور امام کی احادیث یقینی ہیں۔ وہیں اس سنہ ۲۶۰ھ کی مقررہ میعاد متعینہ بھی یقینی ہونی چاہیئے۔ لہذا اس سے دو نتیجے نکلتے ہیں جنکو ماننا ضروری ہوگا۔ اول تو یہ کہ وہ مزعومہ مہدی ظہور فرما کر فوت ہو چکے ہیں۔ اور سنہ ۲۶۰ھ سے بعد کے لیے کسی دوسرے مہدی کا انتظار کرنا تھا۔

دوئم یہ کہ جب ہر زمانہ کی خرابی کی اصلاح کے واسطے کسی نہ کسی امام کا ظہور ضروری مسلم ہے۔ اور جس زمانہ کی خاص علامات آج تیرہ سو برس سے حدیث نمبر اول میں مذکور ہیں۔ وہ زمانہ اسوقت موجود ہو گیا ہے۔ جس کا انکار بداہت کا انکار ہے۔

پس تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ اس زمانہ میں قرآن و حدیث کے ماتحت ہو کر جس شخص نے مجدد وقت مہدی وقت مسیح وقت ہونیکا دعویٰ کیا۔ وہ ضرور حق بجانب ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں۔ وہ دیکھے۔ جس کے کان ہوں وہ سن لے۔ دوسرے مضمون میں انشاءاللہ خروج دجال کے متعلق بھی کتب شیعہ سے ثابت کیا جائیگا۔ کہ اس کا بھی یہی زمانہ ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار خادم حسین خادم بھیروی

تشحیذ کے خریدار بڑھاؤ

حضرت صاحبزادہ صاحب کی تحریک جو بذریعہ کارڈوں کے بھی تمام احباب کی خدمت میں پہنچائی گئی تھی۔ اسکی طرف بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ اسلئے ہر ایک صاحب اپنا اپنا فرض ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ ہم نے ۸ صفحے حجم زائد کر دیا ہے اور حتی الوسع بہت اہتمام سے رسالہ شائع ہوتا ہے۔ مگر خریداروں کی تعداد وہی ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک خریدار ایک خریدار تو اور دے

(توجہ طلب)